مفتی محمد مصباح الدین قاسمی*

بحث و نظر

خاص برائے الحق

رؤیت ہلال......اختلاف مطالع اور فلکی حساب

(آخری قسط)

۵۔ علۃ النص:

ثبوت ہلال کے لئے صرف طریقہ رؤیت مقرر کرنے کی اصل وجہ شارع کے نزدیک "یسرو فطریت" ہے جیسا کہ حدیث الامیۃ سے واضح ہے یہ وجہ اس حکم کی من وجہ حکمت بھی ہے اور من وجہ علت بھی یسرو فطریت کی علت پر قیاس یہ تقاضا کرتا ہے کہ حساب و فلکیات وغیرہ پر روزہ کے حکم کا مدار نہ رکھا جائے۔ کیونکہ میقات کے معاملہ میں عام لوگوں کے لئے یسرو فطریت صرف آسمان کے قدرتی کیلنڈر ہی میں ہے اور یہی آیۃ الاھلہ میں ھلال کے میقات للناس ہونے کا بھی تقاضا ہے۔

اسی طرح حدیث رؤیت کی دلالتوں، عبارۃ، اشارۃ، اقتضاء، خطاب اور علۃ کی ترکیب سے جہاں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر اہل مطلع کے لئے انکی اپنی طبعی رؤیت لازم ہے اور مطلع غیر کی رؤیت ان کیلئے معتبر نہیں ہے اسی طرح یہ نتیجہ بھی بر آمد ہوتا ہے کہ روزہ کیلئے تمام اہل صیام پر 'رؤیت' کرنا واجب ہے نہ کہ حساب کتاب۔

اقوال علماء:

(۸۳) حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ حدیث میں چاند نظر نہ آنے کی صورت میں جو تیس دن پورا کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ نہیں کہا گیا کہ حساب دانوں سے دریافت کرلو۔ اسکی حکمت یہ ہے کہ بادل کی حالت میں تیس کی گنتی پوری کر کے مہینہ کی آمد جان لینا ہر ایک کے لئے بہت آسان ہے اسطرح کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔ (۸۴) ابن بطال کا کہنا ہے کہ حدیث علم نجوم کے قواعد کے لئے ناسخ ہے لہذا یقینی طور پر معرفت شہر کا مدار چاند دیکھ لینے پر ہی ہے۔ (۸۵) ابن عابدین لکھتے ہیں کہ شارع نے حساب پر اعتماد نہیں کیا بلکہ اسے بالکلیہ مسترد کر دیا ہے اس نے وجوب کو رؤیت پر معلق کہا ہے ولادت قمر پر نہیں، لہذا حساب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چاہے وہ کتنا ہی صحیح اور قطعی ہو۔

---

* شعبہ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا

یہ بات پہلے ہی واضح ہو چکی ہے کہ حساب کے بجائے رؤیت کو اختیار کرنے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اس وقت امت مسلمہ امی تھی جس سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ جب امی نہ رہی تو حساب کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ حدیث امیت میں صرف اس واقعہ کا بیان ہے کہ (اے یہودیو! جیسا کہ تم لوگ کہتے رہتے ہو) ہم واقعی ایک امی قوم ہیں حساب کتاب نہیں کر سکتے ہیں ہمارے لئے سادہ طریقہ یہی ہے کہ ہم رؤیت فطری پر عامل ہوں اس میں سائنس و ٹیکنالوجی کے حصول کی حوصلہ شکنی کا کوئی پہلو نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ یہ پہلو اس میں داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حدیث امیت کا یہ مطلب تمام فقہا امت نے سمجھا ہے اور قرآنی آیات اور کثیر صحیح روایات سے ہوتے ہوئے وہ ایسا ہی سمجھنے پر مجبور بھی تھے۔ (۸۶)

ملا علی قاری فرماتے ہیں: (۸۷)

امی کی نسبت قوم عرب کی طرف کی گئی ہے اس زمانہ میں عرب کی طرف جسمیں آپؐ مبعوث ہوئے تھے اسکے بعد قرون نسبت اور حکم دونوں میں قرنِ اول کے تابع ہوئے۔ آپؐ کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ اہل نجوم کے حساب پر عمل ہماری سنت اور ہمار طریق نہیں ہے بلکہ عمل کا مدار ہلال پر ہے۔ چنانچہ ہم کبھی ۲۹ کو رؤیت کرتے ہیں اور کبھی ۳۰ کو۔ علامہ عینی کا قول ہے کہ امت کو حساب اور علم نجوم کی مشقتوں سے بچانا ہی شریعت کا مقصد ہے خواہ بعد کے زمانوں میں اس فن کے جاننے والے پیدا ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ نحن امة امية کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ حساب پر قطعاً مدار نہیں ہے۔ (۸۸) شہاب الدین رملی کہتے ہیں کہ اس فرمان کے ذریعہ شارع نے حساب کا کلیتاً مسترد کر دیا ہے اور بالکلیہ لغو قرار دے دیا ہے۔ (۸۹) شاہ ولی اللہ دہلوی تحریر فرماتے ہیں: شرعی احکام کا دارومدار ظاہر امور پر ہوتا ہے فنی موشگافیوں اور حسابات پر نہیں بلکہ شریعت نے تو حسابات وغیرہ کی طرف متوجہ نہ ہونے کا حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث انا لامۃ امیۃ سے پتہ چلتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ رؤیت کے علاوہ جب کسی دوسرے طریقہ ثبوت ھلال کی بات کی جاتی ہے تو اس سے مراد لازمی طور پر حساب فلکی ہی ہوتا ہے اسلئے کہ آسمان پر چاند کے تعین کا ذریعہ تو مشاہدہ ہے یا حساب ہے۔ آپؐ نے بھی جب یہ فرمایا کہ ہم حساب کتاب نہیں کرتے بلکہ رؤیت کا طریقہ اپناتے ہیں تو رؤیت بالمقابل حساب کتاب استعمال فرمایا۔ غرض حساب کی ممانعت اور صرف رؤیت ہی کو اپنانے کی اصل وجہ یہ نہیں ہے کہ امت حساب نہیں جانتی یا سیکھ نہیں سکتی یا سیکھنا نہیں چاہیے بلکہ اسکی علت یسر فطری کا حصول ہے جو صرف رؤیت ہی میں ہے اور حساب بالکل ہی اس پہلو سے اسکی ضد ہے اسلئے شارع نے رؤیت ہی کو میقات شہر کے طور پر متعین اور مخصوص فرمادیا۔ مقصود بلاشبہ طلوع ہلال کا تعین ہے لیکن یسر فطری کے ساتھ اسکے تیقن کا واحد ذریعہ و معیار رؤیت ہی ہے (۹۰)۔ اس طرح یہ وسیلہ بھی اور مقصود بھی کیونکہ مقصود تک پہنچنے کا تنہا ذریعہ

ہے۔ اسلیئے رؤیت نہ واقع ہو تو وہ نہ ہلال ہے اور نہ اسکا طلوع۔ گویا جسطرح طلوع ہلال کے بغیر رؤیت ممکن نہیں اسی طرح رؤیت ہلال کے بغیر طلوع ہلال ممکن نہیں کیونکہ ہلال کہتے ہی اس چاند کو ہیں جو پہلی کو نظر آئے۔

درباب توقیت حساب فلکی ممنوع الاصل ہے

حقیقت یہ ہے کہ توقیت شہر کے باب میں حساب فلکی قطعی ممنوع الاصل ہے اور ایسی چیزیں شریعت میں صرف بصورت اضطرار بحد اضطرار ہی مباح ہوتی ہیں۔ اگر ذرا متوسعانہ نقطہ نظر سے کام لیا جائے تو یوں کہنا ہوگا کہ جہاں رؤیت ممکن العمل ہے وہاں تو رؤیت ہی اصل ہے اور حساب قطعاً ممنوع۔ اور جہاں رؤیت ممکن العمل نہیں جیسے ابر وغیرہ میں مگر وہاں رؤیت کا کوئی فطری متبادل موجود ہو تو تب بھی حساب فلکی ممنوع ہی ہوگا۔ اور یہ ممانعت سدأللذریعہ ہوگی۔ کیونکہ اگر مذکورہ بالا مواقع پر حساب فلکی کی اجازت دے دی جائے تو اگلے مرحلے میں اسے لازماً رؤیت کی جگہ بھی استعمال کیا جانے لگے گا۔ اگر مزید توسیعی نقطہ نظر اپنا کر مذکورہ مواقع پر بطور اصل تو نہیں محض بطور ایک قرینہ کے حساب کی مدد لینے کی اجازت ہو تو بھی یہ اجازت بالآخر اصل فطری یعنی رؤیت کو کالعدم کر کے چھوڑے گی۔ اسی لئے حساب فلکی اور اس طرح کی کوئی بھی فن وصناعت جیسی چیز قطعی طور پر کسی بھی حال میں جائز قرار نہیں دی جاسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ راسخ العلم علماء امت کا صدر اول سے آج تک اس موقف پر شدت اور اصرار کے ساتھ عمل رہا ہے اور کسی دوسرے وسیلہ کو اپنانے سے پورے زور اور قوت سے انکار رہا ہے اور ہر صاحب نظر عالم اس بات سے اتفاق کریگا کہ یہی موقف ہمیشہ کیلئے صحیح ہے اور شریعت سمحہ کی طبیعت کے عین مطابق ہے۔

اور یہ ہماری غیرت کا بھی سوال ہے

آپؐ نبی امی تھے (۹۲) امیوں میں مبعوث ہوئے تھے (۹۳)۔ قرآن اس پر شاہد ہے اور تاریخ کی یہ حقیقت ہے مگر یہی حقیقت ہے اہل کتاب خصوصاً یہود مدینہ کے لئے ایک نفسیاتی الجھن اور ذہنی روگ بن گئی (۹۴) وہ یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے کہ اہل کتاب ہو کر ایک نبی امی کو اپنا پیشوا کیسے مان لیں وہ نبوت کو اپنا خاندانی اور نسلی استحقاق سمجھتے تھے اور حقارت سے مسلمانوں کو اور انکے نبی کو امی کہتے تھے۔ مگر یہ لقب اب حقیقت ہونے کے ساتھ اعزاز بھی بن گیا تھا۔ حضرت محمدؐ (فداہ نفسی) اور آپؐ کے متبعین قرآن پانے کے بعد بھی امی تھے، آپؐ نے فرمایا: ہم قوم امی ہیں۔ یہ فرمان اب ہمارے لئے ایک عزت بن چکا ہے۔ وہ لفظ جو کلمہ حقارت تھا اس امت خیر ووسط کے لئے کلمہ افتخار بن گیا یہ یہود کے لئے ایک 'چڑھ' ہے۔ انکی نخوت پر ایک ضرب ہے اب ہم امت مسلمہ ہمیشہ کے لئے قوم امی ہیں ہم مسلمانوں نے علوم وفنون کی دنیائیں بسائیں، معارف وحکم کے لئے عالم دریافت کئے قوموں اور امتوں نے صدیوں ہماری شاگردی اختیار کی مگر یہ لقب جو ہمیں ہمارے نبی سے ملا ہے اس

ذات سے خدا کے بعد ہماری محبتوں کا مرکز و نشان ہے ہم اس سے دست بردار ہونے کا تصور نہیں کر سکتے اور جس مسئلہ پر یہ لقب ملا ہے اس سے دست کش نہیں ہو سکتے۔ یہ امت کی غیرت کا سوال ہے۔

حدیث امیت، دراصل اسی پس منظر کو واضح کرتی ہے (۹۵) جس میں آپ کو بتکرار رؤیت کی ہدایات دینی پڑیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم ایک ناخواندہ اور حرف ناشناس قوم ہیں۔ حساب کتاب نہ کر سکتے ہیں اور نہ حساب کتاب کی صورت میں بلاوجہ اور بلا ضرورت کوئی مشکل اپنے سر لینا چاہتے ہیں۔ ہمارے لئے رؤیت ہی کا سہل، سادہ اور فطری طریقہ موزوں ہے اس ارشاد کے پس منظر میں واضح طور پر یہود ہیں جو فلکیاتی حساب کے ذریعہ اپنا کیلنڈر مرتب کرتے تھے اور اس میں بھی مہینہ کا آغاز ہلال کی بجائے فلکی چاند (نیو مون) سے کرتے تھے۔ اگرچہ یہ انکی مشکل مذہبی ذہنیت کا مظہر تھا مگر وہ اسے اپنی علم دانی کی علامت سمجھتے تھے اور مسلمانوں کے پاس ایسا کوئی کیلنڈر نہ ہونے کی بنا پر انہیں امی (ان پڑھ اور جاہل) ہونے کا طعنہ دینے سے بھی نہیں چوکتے تھے۔ اس طعنہ کا بہترین جواب دوبارہ ارشاد رسول ہی ہے یعنی یہ کہ خالفوا الیہود۔ یہودیوں کی مخالفت کرو (۹۶)

﴿ حواشی ﴾

۱۔ فقہ اکیڈمی آف انڈیا کا ساتواں فقہی سیمینار دسمبر ۱۹۹۴ء بھروچ گجرات۔

۲۔ بے شک نماز مومنین پر وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے۔

۳۔ زوال شمس کی بنا پر رات کی تاریکی تک نماز قائم کرتے جاؤ اور وقت فجر کی قرأت قرآن کو انجام دو یعنی نماز فجر۔

۴۔ وہ تم سے پہلی تاریخ کے چاندوں کے بارے میں پوچھتے ہیں انہیں بتاؤ کہ یہ لوگوں کیلئے وقت جاننے کا ذریعہ ہے جیسے حج کیلئے۔

۵۔ اسکے برعکس رائج شمسی سال فطری سال نہیں ہیں بلکہ خالص حسابی سال ہے جو علم ہیئت اور ریاضی پر مبنی ہے اور تاریخ کے مختلف ادوار میں علم ہیئت کے نظریات میں تبدیلی یا اصلاح کے ساتھ ترمیم و تنسیخ سے دوچار رہا ہے ملاحظہ ہو مضمون: وقت، تعریف، اقسام اور ضروری اصطلاحات از پروفیسر رفیع اللہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ مجلہ دراسات دینیہ ۹۵۔۱۹۹۲ء

۶۔ اللہ کے نزدیک اسکے نوشتہ میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے دن سے ہی مہینوں کی تعداد بارہ مقرر ہے ان میں سے چار محترم اور امن والے ہیں یہی ثابت اور مضبوط قانون ہے۔

۷۔ یہ ہلالی کیلنڈر شرعی ضوابط و شرائط کیساتھ محض تجرباتی اور آزمائشی طور پر (Tentatively) مرتب کیا جا سکتا ہے۔ اسکی حیثیت اصلی اور آخری کبھی نہ ہو گی بلکہ وقت پر شرعی معیار رؤیت پر ہی عمل کیا جائیگا۔ آج کے دور میں جبکہ عام چلن شمسی کیلنڈر کا ہے اور آبادی مائل بشہریت ہے۔ ہلالی تاریخ یاد رکھنا مشکل ہوتا ہے ایسے کیلنڈر کی اپنے حد میں افادیت بہر حال موجود ہے اسطرح کے بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر کیلئے ایک عالمی سیمینار ملائیشیا میں ۱۹۹۱ء میں ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں تفصیل کیلئے ڈاکٹر محمد الیاس

(ملیشیاء) کی انگریزی کتاب: اے گائڈ ٹو اسلامک کیلنڈر، ٹائم اینڈ قبلہ اور موصوف کا مضمون بعنوان 'بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر'، سہ ماہی اسلام اور عصر جدید جامعہ ملیہ دہلی ۲۳/۱ (۱۹۹۱)

(۱) سورج اور چاند ایک حساب سے چلتے ہیں۔ (۲) ہر ایک ایک وقت معین میں چلتا رہتا ہے۔

(۳) سورج اپنی ایک منزل کی طرف رواں دواں ہے یہ زبردست اور باخبر ہستی کا مقرر کردہ نظام ہے اور چاند کو ہم نے کئی منزلوں کا پابند بنایا ہے یہاں تک کہ وہ پھر دوبارہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔

(۴) وہی ہے جس نے سورج کو تیز روشنی اور چاند کو ٹھنڈی روشنی بنایا اور اسکے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب جان سکو۔

(۵) چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب جان سکو۔

(۶) ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا پھر رات کی نشانی مٹا کر دن کی نشانی کو روشن کر دیا تاکہ تم اپنے مالک کے فضل کی تلاش میں لگ جاؤ اور تاکہ برسوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب جان سکو۔

۹۔ صلاة کل قد علم صلوٰته و تسبیحه (النور ٤١/٢٤) سجدہ: ولله یسجد مافی السموات و ما فی الارض (النحل ٤٩/١٦) تسبیح: سبح الله مافی السموات و ما فی الارض (الصف۱/۶۱)

۱۰۔ توقیت برائے عبادت کی منطق یہ ہے کہ: الاحکام الشرعیه متعلق بأسبابها وذالك لأن الوجوب غیب عنا فلا بدمن علامة یعرف العبدبها وجوب الحکم یعنی حکم کا وجوب اللہ تعالیٰ کی جانب سے صادر ہوتا ہے مگر ہمیں نہیں معلوم کہ آیا یہ ایجاب دن میں ہے یا رات میں یا کس پہر میں، لہذا وجوب کے وقت کو جاننے کیلئے بطور علامت کچھ تکوینی آثار متعین کر دیئے گئے ہیں۔ دیکھئے عنوان: تکرار العبادات بتکرار اسبابها۔ اصول الشاشی ۱۲۷ نظام الدین ابو علی الشاشی۔

۱۱۔ ۱: اللہ تعالیٰ انسان پر اسکی استطاعت کے مطابق ذمہ داری ڈالتا ہے ۲: اس نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے ۳: اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم پر سے شرعی ذمہ داریوں کو ہلکا کرے کیونکہ انسان کمزور بنایا گیا ہے۔ ۴: وہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، تمہارے ساتھ مشکل نہیں چاہتا۔ ۵: انسانوں پر خدا کی خاطر بیت المقدس کی زیارت کرنا فرض ہے جو لوگ بھی وہاں تک جانے کی سکت رکھتے ہوں۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت جس پر اس نے انسانوں کو بنایا ہے نبیؐ کا فرمانا ہے: لاتزال امتی علی الفطرة (ابن ماجہ صلاۃ ۷، احمد ۵/۷ ۱۴۔ ۱۷۲)

۱۳۔ نبیؐ نے فرمایا: انکم امة أرید بکم الیسر (احمد ۵/ ۳۲) مقالہ میں احادیث کے حوالے زیادہ تر 'المعجم المفهرس لالفاظ الحدیث النبویؐ' سے نقل کئے گئے ہیں۔

۱۴۔ وہ حکمت یہ ہے کہ ایک طرف روزہ تقویٰ کی صفت پیدا کرنے میں اکسیر ہے اور دوسری جانب قرآن تقویٰ والوں کے لئے ہدایت ہے۔ لہذا روزہ کے لئے ماہ نزول قرآن کو مقرر کر دیا تاکہ امت مسلمہ ماہ قرآن میں خصوصی طور سے تقویٰ کی صفت سے متصف ہو کر اپنی کتاب سے زیادہ فیضیاب ہو سکے۔

۱۵۔ پہلی آیت میں منکم کے ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں مریض و مسافر کو کتب علیکم الصیام کے حکم عام سے رخصت دے کر ایک معنی میں مستثنیٰ کیا جا رہا تھا۔ جبکہ دوسری آیت میں منکم کے عدم ذکر کی وجہ یہ ہے کہ یہاں مریض و مسافر کو اوپر والے فقرے فمن شهد منکم الشهر سے رخصت دے کر مستثنیٰ کرنے کا کوئی پہل نہیں ہے بلکہ حقیقتاً فمن شهد منکم

الشہر کو کتب علیکم الصیام سے ایک پہلو سے اس طرح مستثنیٰ کیا گیا ہے جس طرح فمن کان منکم مریضا کو کیا گیا ہے۔ اور یہاں ومن کان مریضا الخ محض پہلے فقرے کا حوالہ اور اعادہ ہے۔

۱۶۔ اصل مقصد اس لئے کہ اسکے بغیر رخصت فدیہ کی منسوخی کا پتہ چل سکتا تھا اور ضمنی اس لئے کہ اس فقرے کے بغیر بھی رخصت عدۃ من ایام اخر مفہوم ہو تا تھا البتہ اشکال ہو سکتا تھا سو رفع ہو گیا۔

۱۷۔ اس بحث کی تفصیل یہ ہے کہ ابتداء میں مریض و مسافر کو جو رخصت دی گئی وہ دو شقوں میں تھی

(الف) عمومی طور پر 'عدۃ من ایام اخر' یعنی چھوٹے ہوئے روزے کی گنتی کو دیگر ایام میں روزہ رکھ کر پوری کرنا، نیز

(ب) الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین یعنی جو مریض و مسافر فدیہ دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں وہ عدہ من ایام اخر کے بجائے یا اسکے ساتھ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ یہاں جو نکتہ ملحوظ ہے وہ یہ کہ بعد کی آیت میں فقرہ ومن کان مریضا الخ نے اصلاً رخصت کی دوسری شق یعنی فدیہ طعام مسکین کو منسوخ کر دیا اب کوئی صاحب اطاقہ مریض و مسافر صرف فدیہ دیکر نہیں چھوٹ سکتا۔ اسے بعد میں روزہ کی گنتی پوری کرنی ہی ہوگی۔

۱۸۔ المعجم الوسیط مجمع اللغۃ العربیۃ القاہرہ، مصر

۱۹، ۲۰۔ اقرب الموارد، سعید الخوری الشر تونی اللبنانی

۲۱۔ ابو الاعلیٰ مودودی تفہیم القرآن البقرۃ ۲/ ۱۸۵، امین احسن اصلاحی تدبر قرآن البقرہ ۲/ ۱۸۵، نیز دیکھیں: التفسیرات الاحمدیہ (اردو) ملا احمد جیون امیٹھوی۔

۲۲۔ یہاں منکم میں 'من' زائدہ یا بیانیہ نہیں ہے بلکہ تبعیضیہ ہے یعنی بعضکم دون بعض۔ پس فمن شہر منکم کا مطلب ہوا بعضکم شہود (ص د ۹) بعضکم لم یشہد او بقی من الشہو د: یعنی تم میں سے کچا لوگوں نے شہود کیا اور کچھ لوگ شہود کرنے سے باقی رہے یا نہیں کیا۔

۲۳۔ لسان العرب محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی المصری

۲۴۔ دونوں فقروں کو باہم متوازی ماننا اس پہلو سے بھی صحیح نہیں ہے کہ اس طرح پہلی آیت کی ظاہری و معنوی مخالفت لازم آتی ہے ظاہری یہ کہ کتب علیکم الصیام اور فمن کان منکم مریضا میں باہم متوازی ہونے کی صورت نہیں ہے بلکہ دوسرا فقرہ پہلے سے علیکم اور منکم کا باہمی ربط رکھتے ہوئے اسی سے نکل کر الگ ہوا ہے۔ یہاں بھی دوسرے فقرے کو پہلے کا متوازی نہ ہونا چاہیے جبکہ شہر بمعنی اقام کی صورت میں متوازی ماننا پڑتا ہے۔ معنوی مخالفت یہ ہے کہ پہلی آیت میں علیکم کے ذریعے سب پر روزہ فرض کر کے منکم کے واسطہ سے رخصت دی گئی ہے جس کے فقہی معنی یہ ہوتے ہیں اگر مریض و مسافر رخصت سے فائدہ نہ اٹھانا چاہے اور مضان ہی میں بحالت مرض و سفر روزہ رکھ لے تو اسکا فرض ادا ہو جائے گا جبکہ بمعنی اقام فمن شہر منکم الشہر اور ومن کان مریضا کو متوازی ماننے سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ روزہ صرف شاہد شہر یعنی مقیم پر فرض ہوا۔ اگر مسافر رمضان میں بحالت سفر روزہ رکھ لے تو اس کا فرض ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس سفر کی حالت میں ہوا ہی نہیں اور گویا اسے لازماً دیگر ایام ہی میں جب کہ وہ حالت سفر سے نکل جائے گا تب ہی روزہ رکھنا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ فقرے بس اس طرح ہیں: کتب علیکم الصیام (الف) فمن کان منکم مریضا او علی سفر (ب) فمن شہر منکم الشہر دونوں ہی جگہ منکم سابق الذکر کی طرف راجع ہے اسکے بعد ومن کان مریضا کا فقرہ محض پہلے فمن کان منکم مریضا کا حوالہ اور اعادہ ہے جس کا مقصد پہلے واضح کیا جا چکا ہے۔

۲۵۔ جہاں تک فلیصمہ میں ضمیرہ کا تعلق ہے تو یہ اپنے ظاہر کے اعتبار سے حسب قاعدہ نحویہ الشہر ہی کی طرف راجع ہے نہ کہ محذوف (ہلال) کی طرف یعنی فلیصم الشہر۔

۲۶۔ فان غمی غم علیکم الشہر (ابوداؤد صوم ۶، نسائی صیام ۹) نیز دیکھیں القرطبی ۱؍ ۲۷۶، ۲۹۳

۲۷۔ محذوف وہ ہوتا ہے جو لغوی طور پر کلام کی صحت کیلئے لایا جاتا ہے: ماھوثبت لتصحیح الکلام لغۃ فھو المحذوف (اصول الشاشی ؍ ۹۹)

۲۸۔ مقتضی وہ ہے جو کلام کے شرعی معنی کی صحت کیلئے لایا جائے: ماھو ثبت لتصحیح الکلام شرعا فھوا لمقتضی (مصدر سابق)

۲۹۔ المنجد فی اللغۃ، دارالمشرق بیروت، لبنان

۳۰۔ وسبب وجوب الصوم شھود الشھر لتوجہ الخطاب، عند شھود الشھر و اضافۃ الصوم الیہ (اصول الشاشی ۱۲۷) یعنی وجوب صوم کا سبب شہود شہر ہے کیونکہ شہود شہر ہی کے وقت خطاب (حکم) متوجہ ہوتا ہے اور صوم کی نسبت اسی کی طرف کی گئی ہے۔

۳۱۔ سبب کا مفہوم مخالف آتا ہے یہ مفہوم عدم کی معنی میں نہیں ہے جو کہ در حقیقت علت کا مفہوم مخالف ہے بلکہ بغیر کے معنی میں ہوتا ہے جیسے بغیر وقت ظہر صلاۃ ظہر نہیں۔ بغیر ملکیت نصاب اداء زکاۃ نہیں۔ بغیر بیت اللہ حج نہیں۔

۳۲۔ اس معنی کی ایک دوسری حدیث یہ ہے: عن الحسین بن الحارث الجذلی: ان امیرمکۃ (الحارث بن حاطب) عھد إلینا رسول اللہ ان ننسلك للرویۃ فان لم نرہ وشھد شاھداعدل نسکنا بشھارتھما وقال ان فیکم من ھواعلم باللہ و رسولہ منی، وقد شھد ھذا وأوما الی ابن عمر فقال: بذالك امرنا رسول ﷺ (ابو داؤد ۱؍ ۳۱۹)

۳۳۔ رمضان ان مہینوں میں سے ہے جو زیادہ تر ۲۹ دن کے ہوتے ہیں: ومن عبداللہ بن مسعود قال: لما صمنا مع النبی تسعاً و عشرین اکثرمما صمنا ثلاثین (ابوداؤد) یعنی ہم نے نبی کیساتھ ۲۹ دن کے جتنے روزے رکھے وہ اس سے زیادہ ہیں جتنے ۳۰ کے روزے رکھے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ حضورؐ کے ۹ سال رمضان کے مہینوں میں صرف دو مہینے ۳۰ دن کے ہوئے بقیہ ۲۹ دن کے واقع ہوئے۔ (مرقاۃ شرح مشکاۃ ۴؍ ۳۴۵)

۳۴۔ امام جصاص کہتے ہیں کہ آپ کا فرمان: صوموالرؤیۃ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: یسئلونك عن الاھلۃ قل ہی مواقیت للناس کے موافق ہے۔ چنانچہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حکم صوم کو رؤیت ہلال سے متعلق کر دیا ہے۔ نیز مسلمانوں کا آیت وحدیث کے اس مطلب پر اتفاق ہے کہ صوم رمضان کے وجوب میں رؤیت ہلال کا اعتبار کیا جائے گا۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رؤیت ہلال ہی شھود شہر ہے۔ (احکام القرآن ۱؍ ۲۳۶)

۳۵۔ یہاں یہ بات اچھی طرح ملحوظ رہنی چاہیے کہ رؤیت معنی اور صورتاً شہود سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ ایک ہی حقیقت کی دو تعبیریں ہیں۔ حدیث آیت پر کوئی اضافہ addition نہیں ہے بلکہ یہ دراصل قرآنی لفظ شہود کی تفسیر اور اسکے عملی انطباق کی جانب معنوی ارتقاء growth ہے لفظ شہود رؤیت کے مقابلہ میں بلاشبہ اپنے متضمنات اور مضمرات کے لحاظ سے زیادہ جامع ہے مگر الاھلۃ مواقیت کی روشنی میں شہود شہر کا عملی مترادف صرف رؤیت ہی ہے اسی لئے رؤیت کے سوا شہود شہر کا کوئی معنی یا طریقہ مراد لینا ممکن نہیں ہے خواہ زمانہ کتنا ہی سائنسی اور امت کتنی ہی پڑھی لکھی ہو جائے۔

۳۶۔ مہینے کی تعین کے سلسلہ میں بس یہی تین ضابطے ہیں جو سب کے سب رؤیت ہی کے گرد گھومتے ہیں اس سے واضح ہے کہ ۲۹ کو ابر کی بنا پر رؤیت ممکن نہ ہونے پر بھی حدیث میں رؤیت کے سوا کوئی اور صورت تجویز نہیں کی گئی۔

۳۷۔ اس اثر صریح کو متحمل بنا دینے کے لئے بعض حضرات نے یہ تاویل کی ہے کہ ابن عباسؓ نے کریبؒ کے بیان کو اس لئے قبول نہیں کیا کہ شہادت کی قبولیت کے لئے حدیث کے مطابق دو گواہ درکار تھے جبکہ کریب تنہا تھے ان کے خیال میں ھکذہ کہہ کر ابن عباسؓ نے اسی نصاب شہادت والی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن یہ محض تاویل برائے تاویل ہے جو فحوائے کلام کے بالکل خلاف ہے ان ماولین کو پہلی غلط فہمی تو یہ ہوئی کہ ان لوگوں نے کریب کے رؤیت شام کے بیان کو شہادت سمجھ لیا اور پھر نتیجتاً دوسری غلطی یہ کی کہ اپنی کم فہمی کو ابن عباس جیسے فقیہ کے سر بھی ڈال دیا۔ اسطرح تاویل کسی ذکی وذکی فقیہ کی جانب سے صادر نہیں ہو سکتی اور غبی و نحوی فقیہ نہیں ہوتا۔

۳۸۔ متاخرین فقہا اور بالخصوص موجودہ زمانہ کے فقہا بلد کی جگہ مطلع ہی کی اصطلاح زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ گویا بلد بعید کا لفظ اب مطلع غیر کا ہم معنی ہے۔

۳۹۔ احکام القرآن ابو بکر الجرازی الجصاص ۱/ ۲۵۹ قاہرہ ۱۳۴۷

۴۰۔ دوسرے الفاظ میں استدلال کی وضاحت یوں کی گئی ہے کہ قرآن وسنت کے احکامات وخطابات اپنے شرائط وقیود کیساتھ سارے عالم کیلئے اور ہر فرد انسانی کیلئے حسب ضابطہ شرعی عام ہوتے ہیں اور کسی صریح وقوی مخصص منصوص کے بغیر خاص ومختص نہیں ہوتے اور نہ الی احد دون حد یا الی بلد دون بلدٍ کی قید سے مقید یا محدود ہوتے ہیں جیسے اقیموا لصلوۃ صوموا بلغوا عنی اذان فی الناس وغیرہ احکامات۔ (رسالہ مفتی نظام الدین اعظمی دیوبند)

۴۱۔ سفسطه : قیاس مرکب من الوهمیات والغرض اضحام الخصم و اسکاته (من الیونایئنة) المعجم الوسیط)

۴۲۔ احکام القرآن للجصاص ۱/ ۲۵۹

۴۳۔ مدلولات سته یعنی دلالة عبارة النص ، دلالة اشارة النص ، دلالة اقتضاء النص دلالة تنبیه النص، (دلالة النص دلالة خطاب النص (مفہوم مخالف) دلالت علة النص (دلالة العلة المنصوصیة جو کہ حقیقتاً قیاس ہی ہے)

۴۴۔ رؤیت حکم صوم کی شرط نہیں ہے کیونکہ شرط نہ تو مفضی الی الحکم ہوتا ہے اور نہ مقتضی الی الحکم، جبکہ رؤیت کی حیثیت مفضی الی الحکم کی ہے۔

۴۵۔ رؤیت حکم صوم کا سبب اس لئے ہے کہ یہ مفضی الی حکم الصوم ہے اور افضاء سبب کا خاصہ ہے۔

۴۶۔ سبب اور سببِ حکم کی فنی بحث کے لئے دیکھئے : اصول الشاشی مع عدۃ الحواشی ۱۲۷ - ۱۳۰

۴۷۔ اصول الشاشی / ۱۷۵

۴۸۔ عدول عن الحقیقة کے پانچ قرائن کی بحث ملاحظہ ہو : اصول الشاشی (طبع ہند) ص ۲۷

۴۹۔ انداز میں مماثلت کے باوجود ایک فرق بھی ہے وہ یہ کہ شمس کے معاملہ میں محض دلوک کو مبنائے حکم قرار دیا گیا ہے جو کہ خالصتاً ایک تکوینی عمل ہے۔ جبکہ ہلال کے معاملہ میں طلوع کو مبنائے حکم قرار نہیں دیا گیا جو کہ دلوک کی طرح ایک تکوینی عمل ہے بلکہ طلوع پر مبنی ایک انسانی علم یعنی رؤیت کو قرار دیا گیا۔

۵۰۔ حضرات ابن عباسؓ، عکرمہؒ، قاسم، سالم سے یہی رائے مروی ہے نیز امام اسحاق اور بخاری اسی کے قائل ہیں۔ حنفیہ میں زیلعی اور کاسانی مالکیہ میں قرافی، ابن رشد، ابن عبدالبر اسی رائے کے قائلین میں سے ہیں اور علماء ہندوپاک میں عبدالحئی لکھنوی، انور شاہ کشمیری، محمد شفیع عثمانی، محمد یوسف بنوری وغیرھم یہی رائے رکھتے ہیں۔

۵۱۔ الفروق ۲/ ۲۰۴　　۵۲۔ تبیین الحقائق ۱/ ۳۲۱

۵۳۔ اس مسئلہ کی اصل پوزیشن یہ ہے کہ اختلاف مطالع کو معتبر نہ ماننے والے صرف تین مہینوں میں یعنی رمضان و شوال و ذی الحجہ میں جو کہ خصوصی عبادات کے مہینے ہیں۔ اس رائے کے قائل ہیں۔ باقی ۹ مہینوں کی قمری میقات سازی میں وہ بھی اختلاف مطالع کو عام اصول کے مطابق معتبر مانتے ہیں: ملاحظہ ہو: احکام القرآن للجصاص فتاوی رشیدیہ ۴۵۰،۳۶۷

۵۴۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو مسلم مع شرح النووی ۱/ ۳۴۸، فتح الباری ۴/ ۱۰۵، ردالمحتار ۲/ ۹۶، ۳۹۳، بدائع الصنائع ۲/ ۸۳ تحفة الاحوذی ۳/ ۳۸۹، المجموعه شرح المهذب ۵/ ۲۷۳، فقه السنة ۱/ ۳۲۲، حسن الفتاوی ۴/ ۱۵۱، فتاوی عبدالحئی ۱/ ۳۶۹

۵۵۔ اس قاعدے کی تضبیط ان الفاظ میں کی گئی ہے: اذا رئوی الهلال فی بلد وجب علی اهل البلاد الاخری الصیام، سواء قربت البلاد او بعدت ولا عبرة باختلاف المطالع (التفسیر المنیر ۲/ ۱۴۴ وھبہ الزحیلی) یعنی جب کسی شہر میں رؤیت ہو جائے تو دور نزدیک تمام شہروں کے لئے روزہ واجب ہو جائے گا اور اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ ابن عابدین شامی کے مطابق حنفیہ کا ظاہر مذہب یہی ہے: واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاهر المذهب (الدر المختار ۲/ ۳۹۳) بعض لوگوں نے مزید صراحت کی ہے اہل مغرب کی رؤیت اہل مشرق پر لازم ہوگی جب تک کہ مہینے کے کم سے کم عدد منصوص یعنی ۲۹ دن میں کمی واقع نہ ہو۔

۵۶۔ موجودہ زمانہ کے بعض دانشوروں کا خیال ہے کہ چونکہ متقدمین کے زمانہ میں ایک ہی دن میں بلکہ راتوں رات ایک مطلع کی خبر رؤیت دوسرے مطلع تک پہنچانے کی بات محض نظری حیثیت رکھتی تھی اور اسکا امکان عملاً صفر کے برابر تھا، اسی زمانی پس منظر میں یہ رائے بنی کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں۔ لیکن یہ خیال محض دانشوری کی پیداوار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس رائے کا قائلین حدیث رؤیت سے استدلال رکھتے ہیں۔ ابن حجر اور ابن عابدین کی تحقیق بھی یہی ہے اور قرطبی کے بیان کے مطابق ولتکملوا العدة، سے استدلال کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو القرطبی ۲/ ۹۹۵، رسائل ابن عابدین ۱/ ۲۲۸ فتح الباری ۴/ ۱۰۵

۵۸۔ القرطبی ۲/ ۲۹۵

۵۹۔ ہندوستان کے سیاق میں عادی تجربہ کی رو سے بلاد کے درمیان مختلف کیفیتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) وہ بلاد جو رؤیت میں عادتاً ایک دن مستقل مقدم رہتے ہوں جیسے مغرب بعید' یہ رؤیت حجت نہیں ہو سکتی۔

(۲) وہ بلاد جو رؤیت مستقل یا اکثر متفق رہتے ہوں جیسے اندرون ہند' یہ رؤیت حجت ہوگی۔

(۳) وہ بلاد جو رؤیت میں کبھی متحد اور کبھی مختلف رہتے ہوں جیسے ہندوپاک' یہ رؤیت دیگر عادی قرائن و مویدات کیساتھ حجت ہوگی۔

(۴) وہ بلاد جو مشرق بعید میں واقع ہیں ان کی رؤیت حجت ہوگی۔

۶۰۔ التفسیر المنیر وھبہ الزحیلی ۲/ ۱۴۴

۶۱۔ القرطبی ۲/ ۲۹۵

۶۲۔ القرطبی ۲/ ۲۹۵

۶۳۔ ایک دانشور فرماتے ہیں کہ کہ لاھل کل بلد رؤیتھم کا ضابطہ قرآن و سنت کے کسی نص پر مبنی نہیں بلکہ رویت کے حکم کے انطباق application کی ایک صورت تھی جو فقہاء نے اس زمانہ کیلئے نکالی جب ایک مقام کی رؤیت کی اطلاع دور دراز کے مقامات تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ لیکن موجودہ جدید ذرائع ابلاغ کے زمانہ میں یہ فارمولا آوٹ آف ڈیٹ ہو چکا ہے۔ سچی دانشوری کی یہی پہچان ہے کہ فقہ اور اہل فقہ کے بارے میں جب زبان کھولی جائے کوئی بات بلا تحقیق کہہ دی جائے۔

۶۴۔ القرطبی ۲/ ۲۹۵

۶۵۔ فتح الملھم شرح مسلم ۳/ ۱۱۳ العرف الشذی/ ۳۰۳، رؤیت ہلال محمد شفیع عثمانی/ ۴۷

۶۶۔ بظاہر اعتبار و عدم دونوں کے قائلین کے نزدیک مطلع کی تمیز و تحوید کا معیار ایک یہ قرار پاتا ہے یعنی مقامی تاریخوں کا فرق۔ مگر ان کا مال ایک نہیں ہے۔ ثمرہ اختلاف اس وقت ظاہر ہو گا جب مہینہ حقیقتاً تو ۳۰ کا ہونے والا ہو مگر مطلع غیر کی رؤیت کو ایک دن پیشگی قبول کر لینے کی وجہ سے غیر حقیقی طور پر ۲۹ ہی کا رہ جائے۔ اسی لئے عدم اعتبار والی رائے میں محض عدد منصوص یعنی ۲۹ یا ۳۰ دن میں سے صرف کم تر کی قید لگا دینا مسئلہ کا فطری حل اور اسکی حقیقی تعبیر نہیں ہے۔

۶۷۔ فتح الباری ۴/ ۱۰۵

۶۸۔ فتح الباری ۴/ ۱۰۵، فتاوی عبدالحئی ۱/ ۲۷۳، مسلم مع شرح النووی ۱/ ۳۴۸

۶۹۔ بخاری علم ۱۱، مغازی ۶۰، ادب ۸۰، مسلم جہاد ۴، ابوداؤد ادب ۱۷۔ نیز آپؐ نے فرمایا: انما بعثتم میسرین ولن تبعثوا معسرین (بخاری وضوء ۵۸) ادب ۸۰' ابوداؤد طہارۃ ۱۳۶، ترمذی طہارۃ ۱۱۲۔

۷۰۔ ان موخر الذکر رایوں کی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: فتاوی ابن تیمیہ ۲۵/ ۱۰۴، المصفی شرح موطا ر ۲۲۷، فتح الباری ۴/ ۱۰۵، ردالمحتار ۲/ ۱۰۵ مجمع الانھر ۱/ ۲۳۹، فتاوی عبدالحئی ۱/ ۲۷۳، مراقی الفلاح/ ۱۰۹۔

۷۱۔ رؤیت ہلال کا مسئلہ اور اسکا حل شمس پیرزادہ

۷۲۔ ادراہ المباحث الفقھیہ (جمعیۃ العلماء ہند) اجلاس مراد آباد ۱۹ اگست ۱۹۵۱

۷۳۔ مجلس تحقیقات شرعیہ (ندوۃ العلماء لکھنو) اجلاس لکھنو، ۳۔۴ مئی ۱۹۶۷ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: رؤیت ہلال کا مسئلہ محمد برھان الدین سنبھلی۔

۷۴۔ ملاحظہ ہو: نیل الاوطار ۴/ ۲۰۶۔

۷۵۔ رؤیت حکم صوم کا سبب ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ سبب کے منتفی ہونے سے حکم معدوم منتفی نہیں ہوتا۔ جن خطوں میں طبعیاتی طور پر اسباب حکم پیدا نہیں ہو سکیں وہاں تحری و اجتہاد سے حکم کو انجام دیا جائے گا جیسا کہ حدیث دجال سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی پانچوں نمازیں اندازہ کر کے ادا کرنا فرض رہے گا۔

۷۶۔ جن مقامات پر مستقل بادل وغیرہ چھائے رہتے ہیں انکے بارے میں رابطہ کی المجمع الفقھی الاسلامی کا فتویٰ یہی ہے کہ حساب پر وہاں بھی عمل نہ کیا جائے، عبارت یہ ہے کہ انه بالنسبة للاماكن التى تكون سماء ها محجوبة بمايمنع الروية للمسلمين كبعض مناطق آسيائو منها سنغفورة وما شا بهما ، ان ياخذوا بمن يثقون به من البلاد الاسلامية التى تعتمدو على الرئوية البصرية للهلال دون الحساب بائى مشكل من الاشكال (مجلة مجمع الفقه الاسلامى ـ الدورة الثانية ، العدد الثانى ، الجزء الثانى / ۹۲۷۔

۷۷۔ مندرجہ ذیل کتابچے ملاحظہ ہوں' رؤیت ہلال علم فلکیات کی روشنی میں از ثمیر الدین بر تلے (لندن) رؤیت ہلال موجودہ دور میں از ضیاء الدین لاہوری (لندن)۔ تقویم تاریخی از عبدالقدوس ہاشمی (کراچی) برطانیہ میں صبح صادق کا صحیح وقت از یعقوب اسماعیل منشی (لندن) اوقات الصلاۃ از محمد انس۔ نیز حسب ذیل مضامین ملاحظہ ہوں۔ اوقات صلاۃ برائے علی ارض البلد از طارق منیر تحقیقات اسلامی علی گڑھ ۱/۸ ۱۹۸۸ء۔ رؤیت ہلال کے مسائل کا ایک نیا تجربہ از عمر افضل (پاکستان تحقیقات اسلامی علی گڑھ ۱۱/۱ ۱۹۹۱ء۔ مسائل رؤیت ہلال پر ایک نظر از یعقوب اسماعیل منشی بحث و نظر پھلواری شریف شمارہ ۲۱۔

۷۸۔ یہ قاعدہ اس مفروضہ پر تجویز کیا گیا ہے کہ برطانیہ میں لیلۃ البدر آفاقی آثار کے ذریعہ یقینی طور پر متعین ہو جاتا ہوگا۔

۷۹۔ چودھویں کے چاند کی پہچان یہ ہے کہ محقق رؤیت کی بناء پر شروع ہونے والے مہینہ میں تیرہویں کا چاند دن سے موجود رہے گا اور ۱۴ کو بیٹھ جائے گا اور دیر سے (مغرب کے بعد) افق پر نکل رہا ہوگا اور ساتویں کا چاند آدھا ہوگا یا آدھا کے بالکل قریب ہوگا۔ افق وہ جگہ ہے جہاں زمین و آسمان ملتے ہوئے دکھائی دیتے ہوں۔

۸۰۔ برطانیہ میں نومبر تا اپریل سردی کے چھ مہینوں میں پہلی تاریخ کا چاند افق پر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے تک ٹھہرتا ہے ان مہینوں میں چاند شمال میں چلا جاتا ہے باقی گرمی کے چھ مہینے مئی تا اکتوبر ہلال افق پر تین چار دنوں تک نظر نہیں آتا۔ اس دوران چاند جنوب میں چلا جاتا ہے۔

۸۱۔ الف، ب، ج، د تمام صورتوں میں مسئلہ کا غیر حسابی اور غیر فلکیاتی حل موجود ہے اور موجودہ دور کے تیز رفتار ذرائع ابلاغ اس معاملہ میں بڑے معاون ہیں۔

۸۲۔ فاقدروالہ کے الفاظ سے بعض متجددین نے معنی نکالنے کی کوشش کی ہے کہ چاند کا حساب کرلو لیکن قطع نظر لغت کے جو اس معنی کیلئے متحمل نہیں دیگر احادیث کے واضح فقرے مثلاً اقدروالہ ثلاثین وغیرہ اس غلط فہمی کیلئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑتے۔

۸۳۔ فتح الباری ۴/ ۱۰۹، نیز بدایۃ المجتہد ۱/ ۲۲۵۔

۸۴۔ عمدۃ القاری ۵/ ۱۹۹

۸۵۔ ردالمحتار ۱/ ۲۸۹، ۲/ ۹۲

۸۶۔ آپؐ کے مزید ارشادات ملاحظہ ہوں: انی بعثت الی امة الامیین (بخاری جنائز ۷۹' جہاد ۱۷۸) این الامة الامیة وبینها فتحن الاخرون الاولون (ابن ماجہ زھد ۳۴) انا ارسلناك شاهدا ومبشرا وحرزا الامیین (بخاری تفسیر ۴۸/ ۳، بیوع ۵۰، الدارمی مقدمہ احمد ۳/ ۱۷۴) اشهد انك رسول الامیین (بخاری جنائز و جہاد، مسلم فتن ۹۵، ابو داؤد ملاحم ۱۶، ترمذی فتن ۲۳، احمد ۳/ ۱۴۸) اخبر و نی عن نبی الأمیین مافعل (مسلم فتن ۱۱۹) یہ اور اس جیسی دیگر روایات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جس طرح النبی الامی آپ کا لقب بن گیا ہے باوجودیکہ وحی کے پہلے ہی کلمہ اقرأ کے بعد آپؐ امی نہیں رہ گئے۔ اسی طرح اس لقب کی متابعت میں امت محمدیہ (علی صاحبھا الصلاۃ والسلام) کا لقب بھی امت امیہ ہمیشہ کیلئے ہے۔

۸۷۔ مرقاۃ شرح مشکاۃ ۴/ ۲۴۳، ۲۴۴

۸۸۔ ردالمحتار ۲/ ۳۸۷

۸۹۔ حجۃ اللہ البالغۃ ۲/ ۵۱

۹۰۔ اسلئے اقم الصلاۃ لدلوک الشمس کے طرز پر صوموا الطلوع الهلال نہیں فرمایا بلکہ لرئوية الهلال فرمایا۔

۹۱۔ قرآن میں ارشاد ہے: فامنوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یومن بالله وکلماته واتبعوا لعلکم

تھتدون۔ (الاعراف ۷/ ۱۵۸)

۹۲۔ هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم (الجمعۃ ۶۲/ ۲)

۹۳۔ ذالك بانهم قالوا ليس علينا في الاميين سبيل (آل عمران ۳/ ۶۵)

۹۴۔ ثبوت ہلال بالفاظ دیگر تعیین شہر کیلئے اہل کتاب اور مشرکین عرب میں رؤیت کے علاوہ حساب کا طریقہ بھی رائج تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ یہ حسابی، فلکی کیلنڈر ہلال کے معیار سے ہٹ کر نیو مون پر مبنی ہوتا تھا جو کہ اس کیلنڈر کا فطری خاصہ ہے۔ مزید یہ کہ شمسی جنتری سے اسکی مطابقت کیلئے یا دیگر مادی مقاصد سے لوند اور کبیسہ کے مختلف قاعدے بھی اپنے جی سے گھڑ رکھے تھے۔ حکم رؤیت کی تکرار کی وجہ اسلامی حسابی کیلنڈر سے احتراز کی تاکید کرنا ہے تاکہ یسر اور فطریت کا شرعی مقصد فوت نہ ہونے پائے۔

۹۵۔ ابو داؤد صلاۃ ۸۸ احمد ۱/ ۲۴۱

۹۶۔ رابطہ عالم اسلامی کی المجمع الفقہی الاسلامی نے بھی اپنی قرارداد میں اثبات ہلال کیلئے رؤیت ہی کو معتبر قرار دیا ہے اور فلکی حساب کو غیر معتبر (قرارات مجلس المجمع الفقہی الاسلامی / ۶۶) هيئة كبار العلماء سعودیہ کے اجلاس (۱۴/ ۲/ ۱۳۹۵) نے بھی یہی فتوی جاری کیا کہ: حساب کا کوئی اعتبار نہیں صرف رؤیت کا اعتبار ہے۔

مؤتمر المصنفین کی علمی اور تاریخی پیش کش

افاداتِ حلیم

جس میں متکلم عصر شیخ التفسیر والحدیث حضرت العلامہ مولینا عبدالحلیم صاحب قدس سرہ صدر المدرسین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ختم بخاری شریف پر افادات اور مسلم شریف کے باب الکبائر کی تشریح کے ساتھ ساتھ ان کی مختصر سوانح بھی شامل ہے

مرتب

حافظ محمد ابراہیم فانی مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ناشر

مؤتمر المصنفین ◎ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

ہدیہ:۔ ۶۰/- روپے علاوہ ڈاک خرچ